رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

مدینۃ المسیح (علیہ السلام)

۱۷ نومبر کو بنگہ مولوی محمد جی صاحب (مولوی فاضل) ماسٹر عبد الرحیم صاحب نیر۔ شیخ عبد الخالق صاحب نومسلم تشریف لے گئے ہیں۔ وہاں عیسائیوں سے مباحثہ ہے غالباً لاہور سے مولانا مولوی غلام رسول صاحب راجیکی بھی تشریف لیجائینگے ؂

آج کے پرچہ میں اکثر و بیشتر مضامین عورتوں کے لئے ہیں اسلئے ہمیں اُمید ہے کہ احباب یہ اخبار خصوصاً عورتوں کو پڑھائیں اور سُنائینگے ؂

جماعت پٹیالہ اور میرٹھ

حضرت خلیفۃ المسیح کی تشریف بری دہلی کے موقعہ پر جماعت پٹیالہ اور جماعت میرٹھ کے احباب بھی سٹیشنوں پر موجود تھے۔ جنہوں نے پھل اور جلیبی وغیرہ پیش کئے ؂

جماعت احمدیہ کا وفد

حضور والسرائے ہند و وزیر ہند کی خدمت میں

رائٹ آنریبل مسٹر مانٹیگو وزیر ہند جن مقاصد اور اغراض کے لئے رونق افروز ہند ہوئے ہیں۔ اور ان کی تکمیل کیلئے آپنے مختلف جماعتوں کے قائم مقاموں کو جو ایڈریس پیش کرنے کا موقعہ دیا ہے۔ اس کے مطابق جماعت احمدیہ کی طرف سے بھی ایک ایڈریس تیار کیا گیا تھا۔ جسکے پیش ہونے کے لئے ۱۵ نومبر کو ساڑھے تین بجے کا وقت مقرر تھا۔ اس وقت مقررہ پر ہماری جماعت کے مندرجہ ذیل قائم مقاموں کا وفد ایڈریس پیش کرنے کے لئے ہز ایکسیلنسی حضور والسرائے ہند اور رائٹ آنریبل مسٹر مانٹیگو وزیر ہند کی خدمت میں حاضر ہوا ؂

(۱) خان محمد علیخان صاحب جاگیردار مالیر کوٹلہ ممبرو سکرٹری صدر انجمن احمدیہ ؂

(۲) مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے۔ ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز قادیان و ممبر صدر انجمن احمدیہ ؂

(۳) خان بہادر راجہ پائندہ خان صاحب جنجوعہ آف دارا پور ضلع جہلم ؂

(۴) چودہری ظفر اللہ خان صاحب بی۔ اے۔ بیرسٹر ایٹ لار ایڈیٹر انڈین کیسز لاہور ؂

(۵) عبد اللہ بھائی الہ دین صاحب۔ سکندر آباد۔ حیدر آباد دکن

(۶) مولوی غلام اکبر خان صاحب وکیل ہائیکورٹ حیدر آباد دکن و ممبر حیدر آباد لیجسلیٹو کونسل ؂

(۷) مولوی شیر علی صاحب بی۔ اے۔ ممبر صدر انجمن احمدیہ قادیان

(۸) چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم۔ اے [illegible] مشنری قادیان

اس وفد میں سردار امام بخش خان صاحب تمندار ریاست کوٹ قیصرانی ڈیرہ غازی خان کا [illegible] اسی مقصد کے لئے دہلی کو روانہ [illegible] بھی پہنچ چکا تھا

لیکن گاڑی کے لیٹ ہو جانے کی وجہ سے وقت پر نہ آسکے اور ۱۵ ر کی رات کو پہونچے۔ اس لئے وفد میں شامل نہ ہو سکے ۔

ایڈریس جناب چودہری ظفر اللہ خان صاحب بی۔ اے بیرسٹرایٹ لا نے پڑھا۔ اور اگرچہ بہت سے نہایت ضروری امور پر مشتمل ہونے کی وجہ سے خاصہ لمبا تھا۔ لیکن ہز ایکسیلنسی حضور وائسرائے ہند اور رائٹ آنریبل مسٹر مانٹیگو وزیر ہند اور ان کے تمام سٹاف نے تمام و کمال نہایت توجہ اور غور سے سُنا۔ ایڈریس پڑہے جانے کے بعد حضور وائسرائے ہند نے ایڈریس کا جواب فرمایا۔ اور جناب چودہری ظفر اللہ خان صاحب بی۔ اے بیرسٹرایٹ لا نے ممبران وفد کا فرداً فرداً ہز ایکسیلنسی حضور وائسرائے ہند اور رائٹ آنریبل مسٹر مانٹیگو وزیر ہند سے انٹروڈیوس (تعارف) کرایا۔ اور حضور وائسرائے ہند و وزیر ہند نے ہر ایک ممبر سے شیک ہینڈ (مصافحہ) کر کے رخصت کیا ۔

اسی دن ۴ بجے شام کا وقت حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے لئے وزیر ہند صاحب کے ساتھ انٹرویو (ملاقات) کا مقرر تھا۔ ٹھیک وقت پر حضرت خلیفۃ المسیح وہاں پہنچ گئے۔ ایک یورپین صاحب احاطہ کے دروازہ تک آپ کے استقبال کے لئے آئے۔ جن کے ساتھ حضرۃ خلیفۃ المسیح معہ جناب چودہری ظفر اللہ خان صاحب بی۔ اے بیرسٹرایٹ لا جو بطور ترجمان مقرر ہو چکے تھے۔ اندر تشریف لے گئے۔ اور دروازہ کے پاس اس خیمہ میں بٹھائے گئے جو انتظار کے لئے مقرر تھا۔ دو تین منٹ کے بعد مسٹر رابرٹ ممبر پارلیمنٹ تشریف لائے۔ اور ساتھ وزیر ہند کے خیمہ کی طرف لے گئے۔ جو انتظار کے خیمہ سے سو گز سے زیادہ فاصلہ پر تہا۔ وزیر ہند صاحب نے نہایت خوش اخلاقی سے ملاقات کی۔ اور ۴۵ منٹ تک نہایت اہم اور ضروری اُمور پر آپ نے اور مسٹر رابرٹ ممبر پارلیمنٹ نے گفتگو فرمائی جو نہایت کامیابی اور عمدگی کے ساتھ ہوئی ہے اور مندرجہ بالا جلیل القدر اصحاب نے پوری توجہ سے سُنی۔ اسکے متعلق مفصل حالات انشاء اللہ بعد میں لکھے جائینگے ۔

اُمید ہے کہ یہ گفتگو ہماری جماعت کے لئے نہایت مفید اور بابرکت نتائج پیدا کرنے کا موجب ہوگی ۔

ایڈیٹر الفضل ۔ دہلی ۱۶ ر نومبر ۱۹۱۷ء

اخبار احمدیّہ

جہلم سید زمان شاہ صاحب جہلم سے لکھتے ہیں کہ محمد حسین صاحب شیعہ سو - - جو کہ جہلم کے شیعوں میں ایک مشہور انسان ہیں۔ مسئلہ وفات مسیح پر بحث قرار پائی اور طریق فیصلہ یہ تجویز کیا گیا کہ حکم جو فیصلہ کرے اسکو ماننا ہوگا حکم مولوی محمد فاضل صاحب بی۔ اے اور قاری رشید احمد صاحب بی۔ اے مقرر ہوئے۔ لیکن محمد حسین صاحب بحث سے گریز کرنے لگے۔ اور بحث نہ کی ۔

درخواست دُعا مولوی عبد الرحمٰن صاحب مدرس مدرسہ احمدیہ کی بہاوج اور مولوی عنایت اللہ بدوملہوی اور میاں عبد اللہ صاحب مبلغ کے اہل وعیال بیمار ہیں۔ احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں ۔

نماز جنازہ محمد سلیمان صاحب مظفر گڑھ سے لکھتے ہیں کہ حکیم عبد الرحمٰن صاحب کا سات سالہ لڑکا ۱۱ ر نومبر کو فوت ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب جنازہ غائب پڑہیں ۔

نظم

منارۃ المسیح

از مولنا محمد نواب خان صاحب ثاقب نج بالیر کوٹلہ

مسیحا کے منارے نے جو تحمیں بنا پائی
تنِ رنجور میں ایمان کی اک تازہ جاں آئی

عمارت وہ عمارت جسکو ہم سر بر فلک کہدیں
در و دیوار سے جسکے ہے پیدا شانِ بالائی

بلند ایسا کہ باتیں آسمان سے کر رہا ہے یہ
خدا کی بات ہے یہ۔ ہے یہی خوبی و زیبائی

منارہ کی بلندی نے کیا روشن یہ عالم پر
کہ بانی اس کا تھا عالی نظر با چشم بینائی

منارہ جس کا ہر زینہ ہے معراجِ خدا بینی
ہر اک درجہ میں پیدا ذاتِ حق کی ہے شناسائی

منارہ کیا ہے یہ اک علمِ باطن کا نظارہ ہے
کہ جس سے وقت کی پہچان کرتے ہیں تماشائی

منارہ وہ کہ جسمیں شمعِ ربانی منور ہے
کہ جسکی روشنی سے چشم دیں نے روشنی پائی

منارہ وہ کہ جسمیں نور روحانی فروزاں ہے
کہ جس سے تیرہ و تاریک دلوں میں ضیا آئی

یہ وہ قندیلِ حق ہے جسمیں الہام خدا روشن
یہ وہ شمع الٰہی جسمیں حق کی جلوہ آرائی

چراغ رہنما ہے یہ کہ جس سے خلق بینا ہو
دیا ہے یہ کہ جس سے دل کی بڑھ جاتی ہے بینائی

منارہ وہ کہ جس کا شیشہ ساعت بتاتا ہے
مسیحا ہو گئے نازل۔ مبارک وہ گھڑی آئی

اسی کے پاس تو ہونا تھا نازل اس مسیحا نے
کہ جسکی شرح اخبار پیمبر نے ہے فرمائی

زمانہ آگیا اب عیسیٰ احمدؑ کی آمد کا
مسلماں منتظر تھے جسکے عیسائی و موسائی

مسیحا وہ کہ جس کو ہم نے اپنی آنکھ سے دیکھا
مسیحا وہ کہ جس نے ہم کو بخشی عین بینائی

مسیحا وہ کہ جس نے ہم میں پھونکی روحِ ایمانی
مسیحا وہ کیا جس نے ہمیں رنگین یکتائی

مسیحا وہ کہ جس نے علمِ قرآں ہم کو سکھلایا
مسیحا وہ کہ جس نے دین کی تلقین فرمائی

مسیحا وہ کہ جس نے شان احمدؐ ہمکو بتلائی
مسیحا وہ کہ جس نے احمدیت ہم کو سمجھائی

اگر سمجھو کہ ہیں دلہائے عالم مثل پروانہ
تو پھر جانو کہ ہے شمع خدا ان کی مسیحائی

مسیحائی ہی تھی جس نے کیا تسخیر عالم کو
مسیحائی ہی تھی جس نے کیا دنیا کو شیدائی

مسیحائی ہی تھی جس نے کیا مُردوں کو پھر زندہ
جو دل مُردہ تھے انہیں از سر نو تازہ جاں آئی

مسیحا! ثاقبِ خستہ بدل یاد تو میدارد
چہ باشد گر بدل اندر دعا ہا یاد فرمائی

الفضل
بسم اللہ الرحمن الرحیم
قادیان دارالامان ۳۰ نومبر ۱۹۱۷ء

احمدی خواتین کا فرض

بچوں کی ابتدائی تعلیم و تربیت کا گہوارہ ماں کی گود ہی ہے۔ بڑے بڑے نامور آدمیوں کی سوانح عمریوں کو دیکھو تو معلوم ہوگا کہ اچھے اخلاق۔ پسندیدہ اوصاف ان لوگوں نے اپنی ماؤں سے سیکھے۔ جن لڑکوں کے سر سے ابتدا میں ہی ماں کا سایہ اُٹھ گیا۔ ان میں بیشتر ایسے ہونگے۔ جن کے اخلاق بُرے۔ اوصاف بد۔ اللہ کی امان! ماں کا سایہ اُٹھا۔ اور بچوں کی بربادی آئی۔ باپ نے دوسری شادی کی۔ بچوں نے ادھر اُدھر پھرنا شروع کیا۔ سوتیلی ماں نے چاہا کہ یہ بگڑ نہ جائیں۔ کبھی ڈانٹا کبھی گھُرک دیا۔ زیادہ بگڑتے دیکھا۔ تو کچھ سر کو سہلایا بھی۔ بچے نے چیخنا چلانا شروع کیا۔ حوالی موالی جو نہیں جانتے کہ یہ عورت کس درد اور کس گداز اور اصلاح کے خیال سے مارتی ہے۔ اُٹھے اور بچوں کی بے جا کو بھی بجا ٹھہرایا اور لگے پیٹنے۔ ہے ہے بے ماں کا لال کس طرح سختی میں رُلایا جاتا ہے۔ ماں جیتی تو کاہے کو یہ بُرے دن دیکھتا۔ بچہ دیکھتا ہے کہ میری خیر پر بھی کچھ لوگ ہیں۔ بس پھر کیا تھا۔ اور بھی کھل کھیلتا ہے۔

وہ غریب جسکو قدرت نے سوتیلی ماں بنا دیا۔ حیران ہے کہ کیا کرے۔ مجبور ہوتی اصلاح کے خیال کو چھوڑتی۔ اور دل میں کہتی ہے کہ مجھکو کیا پڑی کہ خواہ مخواہ لوگوں میں نکو بنوں۔ بچوں کی دشمن اور جان لیوا کہلاؤں۔

اسنے ہاتھ کھینچ لیا۔ باپ کام کاج کے باعث پہلے ہی سارا دن گھر کی شکل نہیں دیکھتا۔ بچے ہیں کہ ہر طرف سے آزاد ہو کر اور بھی رنگ لانے لگے۔ محلے کے بچوں کو لڑتے جھگڑتے مار پیٹ۔ گالی گلوچ تک نوبت پہونچی۔ اب وہی لوگ جو پہلے اسکے ہوا خواہ بنتے تھے۔ اور روتے کو چپ کرانے دوڑے۔ اُٹھے۔ اور اسی غریب بے زبان عورت پر برس پڑے کہ کسی کے کلیجہ کا ٹکڑا ہے۔ اسکو کیا پڑی کہ اس کا رکھ رکھاؤ کرے۔ بگڑتا ہے بگڑا کرے۔ اب وہ اللہ کی بندی اور بھی حیران اور پریشان ہے کہ الٰہی کیا کروں کیا نہ کروں۔

یہ تو تھا سوتیلی ماؤں کا قصہ۔ جن کو اکثر ایسی ہی باتیں سننی پڑا کرتی ہیں۔ مگر حیرت تو ان ماؤں پر ہے۔ جو جیتی جاگتی ہیں۔ صحیح سلامت ہیں۔ تندرست ہیں۔ مگر اولاد کی طرف سے ایسی بے فکر۔ ایسی لاپروا۔ کہ بیگانے ان یگانوں سے ہزار درجہ اچھے۔ اچھا کھلانا۔ اچھا پہنانا ہی ماؤں کو انکے فرض سے سبکدوش نہیں کر دیتا۔ کھلانا پہنانا اپنی حیثیت کا ہے۔ مگر تربیت تو بڑائی چھٹائی پر موقوف نہیں۔ بعض غریب ماں باپ کے بچے ایسے شریف عادت۔ ایسے عمدہ اخلاق والے ہوتے ہیں کہ بے اختیار دل سے دعا نکلتی ہے۔ مگر کھاتے پیتوں کے ایسے ناہموار کہ اللہ کی پناہ۔ اس کی وجہ ظاہر ہے۔ کہ ماں باپ نے بچوں کو جاہل ماماؤں۔ خونخوار اور بدمزاج خود مطلبی دداؤں کے سپرد کر دیا۔ وہ ہر وقت ہر گھڑی سایہ کی طرح بچوں کے ساتھ ہیں۔ جن بچوں کے ایسے اتالیق ہوں کہ جو خود شرافت دینداری۔ اخلاق کے جذبات سے خالی ہوں۔ تو وہ جو ان کے زیر تربیت ہیں۔ کس طرح اچھے طور طریقہ سیکھ سکتے۔ اور دینی خیالات دل میں پیدا کر سکتے ہیں۔ ہمنے بہت سے گھروں کو دیکھا کہ اس طریق تربیت نے بہنوں کو بھائیوں سے بیگانہ اور دین سے کورا اور بداخلاقیوں کا مرقع بنا دیا۔

پس میں تو اپنی احمدی بہنوں کو یہی مشورہ دونگا۔ کہ اگر رسول اللہ کی حدیث سچ ہے اور ضرور سچ ہے کہ ایک عورت چار مردوں کو خدا کے حضور جوابدہ بنائیگی۔ تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ عورتیں خود جوابدہ نہونگی۔ جبکہ ان کے بچے ان کی بے پروائی کے باعث دین سے کورے اور دنیا میں ادھورے رہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان سے اس غفلت کا ضرور مواخذہ ہوگا۔

پس میں تو احمدی بہنوں کو یہی کہوں گا کہ وہ اپنے بچوں کو گود میں ہی دین سکھائیں۔ بچپن سے جو باتیں کان میں پڑتی ہیں۔ ان کے اثرات مرتے دم تک باقی رہتے ہیں۔ ہاں یہ فرض کہ وہ اپنی اولاد کی خود تربیت کریں۔ خود ان کو بھی ہوشیار کر دیگا۔ اور وہ دین کی باتیں سیکھینگی۔ قرآن۔ حدیث اور حضرۃ مسیح موعود کی کتب کا مطالعہ کرینگی۔ خود آگاہ ہونگی۔ تو بچوں کو بھی آگاہ کر سکینگی۔ اگر خود قرآن۔ حدیث اور حضرت مسیح موعود کی کتب سے بے بہرہ ہیں تو کسی کو کیا بہرہ ور کر سکینگی۔

اگر ہماری بہنیں دین سے واقف ہونگی۔ تو اس میں کچھ بھی شک نہیں کہ ان کی گودوں میں کھیلنے والے بچے احمدیت کا سچا نمونہ ہوں گے۔ اگر بہنیں یوں تو احمدی کہلائینگی اور دین سے واقفیت پیدا نہیں کرینگی۔ قرآن کو آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھینگی۔ حدیث کو اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کو مطالعہ نہیں کرینگی۔ اور اگر کبھی بھولے سے پڑھینگی۔ اور سمجھنے کی کوشش نہیں کرینگی سمجھینگی تو ان پاک تعلیمات کے مطابق عمل نہیں کرینگی۔ تو وہ خود اپنے انجام کو بھی سمجھ لیں۔ اور ان کے بچوں کا جو حال ہو گا وہ بھی کوئی پوشیدہ امر نہیں۔ دنیا کی قومیں صرف تبلیغ سے نہیں بڑھا کرتیں۔ کہ سارے لوگ اپنے قدیم خیالات کو چھوڑ کر کسی تعلیم کو قبول کر لیا کرتے ہوں۔ بلکہ خدا جن اقوام کو بڑھانا چاہتا ہے۔ ان کی نسل کو بڑھاتا ہے۔ پھر اگر ان نسلوں میں وہی بات ہوتی ہے۔ جو ان کے آباء میں تھی۔ اور وہ اسپر کچھ ترقی کرتی ہیں۔ تب تو بے شک آئندہ حوادث سے ان کا کچھ نہیں بگڑتا۔ لیکن اگر وہ ان باتوں سے بے خبر ہوتی ہیں۔ تو جلد فنا ہو جاتی ہیں۔ لہذا اگر احمدی کہلانے والی مستورات چاہتی ہیں۔ کہ ان کے بچے اور بچیاں احمدی ہوں۔ اگر وہ چاہتی ہیں کہ ان کی اولاد صراط مستقیم پر قائم رہے۔ اگر وہ چاہتی ہیں کہ انکے جگر کے ٹکڑے ضلالت و گمراہی کی ہلاکت سے محفوظ رہیں۔ تو ان کو خبردار ہو جانا چاہیئے۔ کہ بغیر ان کی توجہ کے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ الا ماشاء اللہ۔ وہ خود اگر پڑھنا لکھنا نہیں جانتیں۔ ان کے خاوند پڑھے لکھے ہیں۔ تو ان سے مسائل دین سیکھیں۔ اگر خاوند بھی پڑھنا لکھنا نہیں جانتے۔ جتنا وہ بتا سکیں ان سے سیکھیں۔ زیادہ کے لئے ایسی بہنوں کی خدمت میں حاضر ہوں جو علم و عمل میں نمونہ کہلا سکیں۔

خدا کے فضل ہمارے شامل حال ہوں۔

ہم ان احمدی احباب کی خدمت میں نہایت ادب سے درخواست کرتے ہیں کہ جن کی مستورات خود پڑھ نہیں سکتیں۔ وہ ان کو ضرور یہ مضامین سنا دیں۔ تاکہ وہ اپنے فرائض کی طرف متوجہ ہوں

عذرِ گناہ

کسی گذشتہ پرچہ میں ہمنے غیر مبائعین کے ایک تازہ مضمون سے ان حملوں کا ذکر کیا تہا۔ جو حضرت مسیح موعود کی ذات والاصفات پر کئے گئے تھے۔ اس کے متعلق چاہیئے تو یہ تہا کہ اگر پہلے غلطی یا نادانی سے وہ مضمون شایع ہو گیا تہا۔ تو اب ہمارے توجہ دلانے پر ہی اسکی تلافی کر دیجاتی۔ لیکن ایسا نہیں کیا گیا۔ بلکہ اس کو ۵ نومبر کے پرچہ میں "قابلانہ مضمون" قرار دیا گیا ہے۔ اور اگرچہ عنوان یہ مقرر کیا گیا ہے کہ "حضرت مسیح موعود پر کوئی حملہ نہیں کیا"۔ لیکن ان نہایت ناپاک پانچ حملوں میں سے جن کو ہم نے پیش کیا تہا۔ صرف اسی کا کہ حضرت مسیح موعود نے گورنمنٹ سے ڈر کر انذاری پیشگوئیاں کرنی ترک کر دیں۔ عذر کیا گیا ہے۔ اور وہ بہی عذر گناہ بدتر از گناہ کا مصداق ہے۔ چنانچہ لکہا ہے کہ "جناب تاجر نے اگر آپ (مسیح موعود) کے ایسے اقرار نامہ کو سابق انبیاء کے طرز عمل کے خلاف بتایا۔ تو یہ محض محمود یوں کی من گھڑت نبوت کے ابطال کے لئے تہا۔ اور بس ٹھیک اسی طرح سے جیسے خود حضرت مسیح موعود نے حضرت مسیح علیہ السلام کی الوہیت کی جہاں تردید کی ہے"۔

ہمنے تو لکہا تہا کہ یہ بات ہی غلط ہے کہ حضرت مسیح موعود نے اس قسم کا کوئی اقرار نامہ لکہا۔ اور اسکی وجہ سے انذاری پیشگوئیوں سے رک گئے۔ ایسی صورت میں اسکو سابق انبیاء کے طرز عمل کے خلاف ہمارے سامنے پیش کرنے کے کیا معنے؟ اور حضرت مسیح موعود کی طرح الوہیت مسیح کی تردید کرنے کا کیا مطلب۔ کیا ایڈیٹر صاحب پیام اور "جناب تاجر" ثابت کر سکتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود الوہیت مسیح کی تردید میں اپنی طرف سے ایجاد کر کے باتیں پیش کر دیا کرتے تھے۔ اگر نہیں تو پھر جبکہ ہم اس قسم کے اقرار نامہ کا انکار کر رہے ہیں۔ تو اس افتراء کا ہمارے مقابلہ میں پیش کرنا کہاں کی دیانت داری ہے۔ ذرا غور کیجئے۔ اور اپنے ناسزا فعل کو حضرت مسیح موعود کے فعل سے مشابہت نہ دیجئے۔ کہ یہ بھی ایک خطرناک حملہ ہے ۔

دردِ دل

"بہینا احمدی کی ہوندی اے"

یہ ایک فقرہ ہے جسے ایک احمدی لڑکی کے منہ سے نکلے ہوئے اگرچہ چند سال ہو چکے ہیں۔ مگر میرے دماغ میں یہ بالکل اسی طرح گونج رہا ہے۔ گویا کہ یہ آج ہی بولا گیا ہے۔ اسکی اصلیت یوں ہے کہ ایک احمدی لڑکی اپنے میاں کے ساتھ ایک شہر میں وارد ہوئی۔ تو محلے کی عورتوں نے حسب دستور اس سے دریافت کیا کہ تم کون لوگ ہو۔ تو لڑکی نے جوابدیا کہ ہم احمدی ہیں۔ اسپر محلے کی عورتیں جو کہ احمدی کے لفظ سے بالکل ناواقف تھیں۔ بولیں کہ احمدی کس چیز کا نام ہے تو پہلے تو وہ لڑکی خاموش رہی۔ مگر ان کے اصرار سے تنگ آکر وہ میرے ہاں آئی۔ اور دریافت کرنے لگی۔ کہ "بہیناں احمدی کی ہوندی اے"۔ یعنی احمدی کسے کہتے ہیں کیونکہ میںنے تو اپنے ابا جان سے اتنا ہی سنا ہوا تھا کہ ہم احمدی ہیں۔ اب جب میں نے ان عورتوں کو بتلایا ہے۔ تو یہ سب میرے پیچھے پڑ گئی ہیں کہ تم بتلاؤ۔ "احمدی کیا چیز ہوتی ہے۔ چونکہ مجھے خود بھی کچھ خبر نہیں ہے۔ اسلئے تمہارے ہاں دریافت کرنے آئی ہوں کہ میں ان کو اس کا کیا جواب دوں!

آہ! آپ کو علم ہے کہ یہ دلخراش فقرہ کس لڑکی کے منہ سے نکلا۔ اس کے جس کا باپ احمدی۔ خاوند احمدی۔ بہنوئی احمدی والدہ احمدی اور کہ وہ خود احمدی۔ باوجودیکہ وہ احمدی والدین کے ہاں جوان ہوئی۔ احمدی خاوند کے نکاح میں آئی۔ مگر یہ نہ بتلا سکی کہ وہ کیوں احمدی کہلاتے ہیں۔ اس کا سبب کیا ہے اور اس قصور کا ذمہ وار کون ہے۔ کیا وہ لڑکی قصور وار ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ سب سے پہلا قصور اسکے والدین کا ہے۔ بلکہ میں کہونگا کہ اسکے والد ماجد کا ہے جس نے کہ خود احمدیت کو اختیار کیا۔ اور خوب چھان بین کے بعد اختیار کیا۔ مگر افسوس کہ اپنی بھولی بھالی لڑکی کو احمدیت سے بالکل ناآشنا رکھا۔ پھر دوسرا قصور اسکے خاوند کا ہے۔ جس نے کہ اس سے ہر طرح کا فایدہ اٹھایا۔ اپنی خواہش کے مطابق زیور بنادیا۔ اور اپنی مرضی کا کپڑا پہنایا۔ مگر اسے احمدیت کے زیور سے بالکل محروم رکھا۔

آج ہم احمدیوں کے لئے اگر دین ہے تو احمدیت۔ اور اسلام ہے تو احمدیت اور ہمنے عہد کیا ہوا ہے کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ قیامت کے دن ایک لڑکی کے بے دین ہونے کی وجہ سے اسکے چار رشتہ دار پکڑے جائینگے۔ اوّل اسکے باپ سے سوال ہو گا۔ کہ تو نے اپنی لڑکی کو کیوں نہ دین سکھایا دوم اسکے بھائی سے سوال ہو گا کہ تو نے اپنی بہن کو کیوں نہ دین سکھایا۔ سوم اسکے خاوند سے سوال ہو گا۔ کہ تو نے اپنی بیوی کو کیوں نہ دین سکھایا۔ چہارم اسکے بیٹے سے سوال ہو گا کہ تو نے اپنی والدہ کو کیوں نہ دین سکھایا۔ اس کے بعد انکو عذاب دیا جائے گا

بہت مشکلات اور تکالیف کے بعد ہم نے احمدیت کو حاصل کیا اور خدا کے فضل سے حاصل کیا۔ احمدیت وہ چیز ہے۔ جسکے واسطے انبیاء نے پیشگوئیاں کیں۔ احمدیت وہ چیز ہے۔ جسکے حصول کے واسطے بزرگان دین ہمیشہ دعائیں مانگتے گذر گئے۔ احمدیت وہ چیز ہے جسکے واسطے ہم سنگسار کئے گئے۔ ہم پر کفر کے فتوے لگے۔ ہم کو قتل کی دہمکیاں دی گئیں۔ اور کہ ہم سے ہر قسم کے تعلقات منقطع کئے گئے۔ باوجود ان مشکلات کے ہم نے احمدیت کو ایسا مضبوط پکڑا کہ اسکی خاطر ہر قسم کا دکھ اور مصیبت اٹھانے کے واسطے ہم خدا کے فضل سے ہر وقت اور ہر آن سینہ سپر ہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مانا۔ اور آپ کی ہی برکت سے ہم نے اسلام کو۔ محمد رسول اللہ کو۔ اور کہ اس دہریت کے زمانہ میں خدا کو مانا۔

پھر بھائیو سوچو۔ اور خدارا غور کرو کہ ہمارے واسطے وہ گھڑی کیسی ہی کٹھن اور مشکل ہو گی۔ جبکہ ہم اپنی بیوی بچوں کو نہایت حسرت و یاس سے احمدیت سے بالکل کورا اور محروم چھوڑ کر سفر آخرت اختیار کرینگے۔ اور وہ دُر بے بہا یعنے احمدیت کا لعل جسکو کہ ہمنے بصد مشکل حاصل کیا تھا۔ اپنے ساتھ ہی قبر میں دفن کر دینگے۔ کیا ہم نے بیعت کے وقت یہی اقرار کیا تہا کہ احمدیت کو اپنی ذات تک محدود اور اپنے سینے میں چھپا کر قبر میں لیجائینگے۔ یا کہ یہ اقرار کیا تھا کہ ہم اس کو دنیا کے کونوں تک پہنچائیں گے۔ درجنوں ایسے گھر میری نگاہ میں ہیں جو کہ خود بڑے مخلص اور جوشیلے احمدی ہیں۔ مگر ان کا یہ تمام جوش اور اخلاص غیروں کے واسطے ہے۔ انہوں نے

کسی کو بڑی محنت سے احمدی بنایا۔ مگر ان کے بیوی بچے احمدیت سے محروم ہیں۔ بعض خاندان ایسے ہیں کہ ان میں صرف ایک ہی شخص احمدی ہے۔ اور جہاں اسنے آنکھ بند کی۔ بس احمدیت اس خاندان سے اُٹھ گئی۔ اس کی وجہ ایک تو غفلت ہے۔ جو کہ ہم بیوی بچوں کے حق میں استعمال کر رہے ہیں۔ اور وہ اس طرح کہ خود قادیان جلتے ہیں۔ مگر بیوی بچوں کو اس سے محروم رکھا ہوا ہے۔ خود اخبارات پڑھتے ہیں۔ مگر انکے کانوں تک ایک حرف بھی نہیں پہنچاتے۔ خود وعظ سنتے اور جلسوں میں شامل ہوتے ہیں۔ مگر بیوی بچے اس سے محروم۔ اس کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ کئی خاندانوں کے بیوی بچے احمدیت سے محروم ہیں۔ اور احمدی والد کی وفات کے بعد وہ بالکل غیر احمدی ہی ہو جاتے ہیں۔ دوسری وجہ غیر احمدی عورت سے نکاح کرنا ہے۔ کیونکہ احمدی میاں کی وفات پر غیر احمدی بیوی معہ مال واسباب اور اولاد کے غیر احمدی خاوند سے نکاح کر لیتی ہے۔ پس نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ احمدی بچے جن کا احمدی باپ ان کی پیدائش پر تبرک کے طور پر قادیان سے ہی ان کے نام رکھواتا تھا۔ غیر احمدیوں کے ہاتھ میں چلے جاتے ہیں۔ اس غفلت اور لاپروائی سے جماعت کو کسقدر نقصان پہونچ رہا ہے ٭

مجھے تو سمجھ ہی نہیں آتا۔ کہ ایک مخلص پرجوش اور غیور احمدی کس طرح ایک غیر احمدی لڑکی سے نکاح کر کے محبت و پیار سے رہ سکتا ہے۔ جبکہ اس کی بیوی اور سسرال والے سب کے سب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جو ایک احمدی کا سب کچھ نثار ہے۔ جھوٹا نبی خیال کرتے ہیں۔ اسے کوئی بھائی فتوے نہ سمجھ لے۔ مگر ہاں میرے ذوق کی بات ہے۔ اور میرے دل کا فتوے یہ ضرور ہے کہ ایسی عورت نہ نکاح میں لانے کے قابل ہے۔ اور نہ وہ ایک احمدی کے گھر میں ہونی چاہیئے۔ اس قسم کی اور بہت سی باتیں ہیں کہ وہ ظاہر میں تو چھوٹی ہیں۔ مگر ان کا اثر بہت بڑا اور پائدار ہے۔ آج کے بچے کل کو باپ ہونگے۔ اگر یہی احمدیت سے محروم رہے اور ہم نے ہی ان کو احمدی نہ بنایا۔ تو پھر کیا یہ اگلے جہان میں جا کر احمدی ہونگے ٭

یاد رکھو کہ ہر ایک گڈریا اپنے ریوڑ کے متعلق پوچھا جائے گا۔ جس مخلوق کی آپکے ہاتھ میں خدا نے پرورش دی ہے۔ خواہ وہ بیوی ہے خواہ بچے۔ خواہ بھائی۔ خواہ بھتیجے۔ غرضیکہ جو بھی ہو۔ اسکے ساتھ ہی ان کے دین کے متعلق بھی آپ سے سوال ہوگا۔ کیا افسوس ہے کہ بیوی بچوں کے خوراک کی آپ کو فکر۔ پوشاک کی فکر بیماری میں علاج معالجہ کی فکر۔ مگر فکر نہیں تو صرف احمدیت کی نہیں۔ اگلے جہاں میں حضرت مسیح موعود کو کیا منہ دکھلاؤ گے۔ اور اللہ کے حضور کیا جواب دوگے

اللہ تعالےٰ نے مجھے بیوی بچوں کے معاملات میں فکر کا خاص جوش عطا فرمایا ہے۔ بعض دفعہ تو سوچتے سوچتے میرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور دوستوں کی غفلت سے آنسو بہ نکلتے ہیں۔ ابھی اسی سال میںنے ایک احمدی نوجوان کا رشتہ ایک نہایت مخلص اور پرجوش احمدی سید صاحب کی لڑکی سے کرایا۔ سید صاحب نے لڑکی کے جہیز میں زیور دیا۔ کپڑا دیا اور برتن دئے۔ اور اپنی حیثیت سے بڑھ کر دئے۔ مگر افسوس کہ نہ دیا تو میرے ذوق کے مطابق نہ قرآن شریف دیا اور نہ رحل نہ جائے نماز اگر وہ صرف یہ تین چیزیں دیدیتے۔ اور کچھ بھی نہ دیتے تو کم از کم میں از حد ہی خوشی ہوتا۔ پھر انہوں نے لڑکی کو علم پڑھایا۔ پرائمری پاس کرائی۔ مگر نہ پڑھایا تو قرآن شریف اور محروم رکھا تو حضرت صاحب کی کتابوں سے ٭

یاد رکھو کہ آج کے لڑکے کل کو باپ اور آج کی بچیاں کل کو مائیں ہونگی۔ اور قوم کا دارومدار انہی بچوں پر ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول فرمایا کرتے تھے کہ ہمنے اپنی ماں کے پیٹ میں قرآن شریف سُنا۔ اور بھاوج کی گود میں اللہ کی تعریف۔ پس تم بھی کوشش کرو کہ قوم کے بچے بچیاں سب احمدیت کے رنگ میں رنگین ہوں۔ اور یہ احمدیت جس کو کہ ہمنے محض اللہ کے فضل سے سخت مشکلات کا سامنا کر کے حاصل کیا ہے۔ ہمارے گھروں۔ خاندانوں محلوں اور شہروں میں جڑیں پکڑ جاوے۔ ورنہ یاد رکھو کہ احمدیت نے ضرور بضرور دنیا کے کونوں تک پہونچنا ہے۔ اور اسنے ضرور پھیلنا ہے۔ اس کے متعلق اللہ کے وعدے ہیں۔ اور وہ ضرور پورے ہو کر رہینگے۔ اگر تم سستی کروگے تو اللہ تعالیٰ اور قوم کو پیدا کر دے گا۔ جسکے ذریعے سے یہ کام ہوگا۔ اور ضرور ہو کر رہے گا۔ خدا کرے کہ یہ کام ہم سے اور ہماری ذریت سے پُورا ہو۔ اور مبارک دے جو آج سے ہی اس درد کو محسوس کر کے جس کو کہ میں عرصہ سے محسوس کر رہا ہوں اپنے بیوی بچوں کی اصلاح کی طرف متوجہ ہو جائینگے۔ والسلام۔ عاجز سید غلام حسین کٹیل فارم حصار

یہ سوال روزانہ پیسہ اخبار

۲۸ اکتوبر ۱۹۱۷ء میں شایع کیا گیا ہے کہ آیت واٰخرین منھم الخ کے مصداق سید محمد جونپوری تھے۔ معترض نے ہدیہ مہدویہ کی اصل عبارت نقل نہیں کی۔ تا استدلال کی صحت معلوم ہو سکتی۔ پھر اگر اس میں سید صاحب مذکور کی طرف کوئی امر منسوب کیا گیا ہے۔ تو یہ استدلال کسی طرح صحیح نہیں۔ اول معترض کے نزدیک سید صاحب اس آیت کے مصداق نہیں۔ اگر ہیں توان کے متعلق معترض اعلان کرے کہ میں سید صاحب کو اس آیت کا مصداق مانتا ہوں۔ جب وہ خود ہی ان کو اپنے اعتقاد میں اس آیت کا مصداق نہیں جانتا۔ تو حضرت مرزا صاحب پر اس آیت کے چسپان کرنے سے محمد جونپوری کا ذکر معترض کے لئے کیا مفید ہو سکتا ہے۔ آخر ماننا وہی ہوگا۔ جو اس آیت کا صحیح مصداق ہو۔ دوم ہدیہ مہدویہ کے استدلال اس لئے صحیح نہیں کہ یہ امر محقق ہے کہ یہ کتاب نہ محمد جونپوری کی تصنیف نہ ان کے ہم عصر مریدوں میں سے کسی کی۔ اور نہ انکے کسی نام لیوا معتقد کی تالیف ہے۔ نہ انکے زمانہ میں تصنیف ہوئی۔ بلکہ سید صاحب ۹۰۳ھ میں ہوئے۔ اور یہ کتاب سنہ ۱۳۰۰ھ میں تصنیف ہوئی جس کا مصنف فرقہ مہدویہ کا مخالف انکی تردید میں یہ کتاب لکھتا ہے۔ چنانچہ اس کتاب کے تصنیف کرنے پر فرقہ مہدویہ میں سے کسی منچلے نے اس کو قتل کر دیا۔ اور یہ سب واقعہ حیدر آباد دکن میں ہوا جسکو وہاں کے سب مسلمان جانتے ہیں۔ چونکہ حیدر آباد میں فرقہ مہدویہ بکثرت موجود ہے۔ اس لئے اس کتاب کا شایع کرنا قانوناً وہاں منع ہے۔ پس معترض پر ہمیں سخت تعجب ہے کہ وہ ایک دشمن کی کتاب سے کس طرح استدلال کرتا ہے۔ کیا آج کوئی شخص آریوں یا عیسائیوں کی تصنیفات سے کوئی امر ایسا لیکر جو انہوں نے اسلام کی طرف منسوب کیا ہو۔ مسلمانوں کے خلاف استدلال کر سکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ محمد جونپوری نے اپنے دعوے کے متعلق کوئی تحریر نہیں کی۔ اور نہ انکے بلاواسطہ ماننے والوں نے کوئی تصنیف کی ہے۔ صرف ان کا مذہب روایتاً انکے اندر موجود ہے کوئی تحریر اس فرقہ کے ہاتھ میں موجود نہیں۔ قابل غور یہ امر ہے کہ اگر بالفرض

شریف بیبیوں کے کام

حتی الوسع آسان زبان میں احمدی مستورات کے واسطے لکھا گیا

خدا اور رسول کے حکموں پر سب کا عمل ہو تب تو دین و دنیا کی کل باتوں میں کوئی خرابی ہی نہ رہے لیکن مشکل یہ ہے ایسا ہو نہیں سکتا۔ عمل کا کیا ذکر ہے۔ پہلے تو ہر ایک کے لئے یہی جاننا امر محال ہے کہ انسان کے حق میں کون کون سے کام۔ کون کون سی چیزیں اور کیا کیا باتیں اچھی ہیں۔ اور کون کونسی بُری۔ پھر جب علم ہی نہ ہو تو عمل کیسا؟۔ اچھا اگر سب کو بھلائی بُرائی کی خبر اور اس کے مطابق سب کے کام ہونے ممکن نہیں تو کیا سب کو جاہل اور بے عمل رہنا چاہیئے؟۔ نہیں۔ اگر ایسا کریں تو آج ہی نسل انسان کی دنیا بھی تباہ ہو جائے۔ اور دین بھی خراب۔ پھر کیا کرنا چاہیئے؟۔ یہ کہ جس سے جتنا ہو سکے علم بھی حاصل کرے۔ اور عمل کی کوشش بھی۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ علم یا واقفیت کن کن باتوں کی۔ اور عمل کیا کیا اس کا جواب ہر ایک کی حالت اور حیثیت کے موافق جدا جدا ہوگا۔ کیونکہ یہ پہلے ہی بتلا دیا گیا ہے کہ سب کے کام یکساں نہیں ہو سکتے۔ یہاں ذکر شریف بیبیوں کا ہے۔ اس واسطے اُنہی کی بابت سوچنا ہے کہ انہیں کن کن باتوں کا علم حاصل کرنا چاہیئے۔ پھر کیا کیا اُن کے کام ہوں۔ شریف بی بی کون ہے؟۔ دوسری قوموں کو چھوڑو۔ ہماری احمدی جماعت میں شریف بی بی ہر وہ عورت کہلا سکتی ہے جو دین دار ہو۔ نیک عادتیں اور پاک خیالات رکھتی ہو۔ اُسے دینی کاموں سے لگاؤ ہو۔ نیکیوں سے محبت۔ اور علم و ہنر کا شوق اپنی اور ساتھ ہی دوسروں کی بھی بہتری اور ترقی کا خیال یہ ضرور نہیں ہے کہ بڑے اونچے گھرانے کی ہو۔ اس کا شوہر یا میکے والے بڑے مالدار اور نام ور ہوں۔ یا وہ علمی لیاقت اعلیٰ درجہ کی رکھتی ہو۔ یا صورت شکل میں بہتوں سے بڑھ چڑھ کر ہو کیونکہ ان میں کی اکثر باتیں انسان کے اپنے اختیار میں نہیں ہوتیں حالانکہ شرافت ایک ایسا جوہر ہے جس کی خواہش اور کوشش کا حق خدائے پاک کی طرف سے ہر ایک کو حاصل ہے۔ وہ اس طرح کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے کلام مجید میں فرمایا ہے۔ کہ تم میں زیادہ قابل تعظیم و لائق تعریف وہ ہے جو نیک اور پرہیزگار زیادہ ہو۔ اور نیک پاک دیندار پرہیزگار ہونا ہی ہمارے نزدیک اصل شرافت ہے تو اب غور کے لائق یہ بات نکلی کہ احمدی عورتوں کے کام کیا کیا ہونے چاہئیں۔ اور کن باتوں کے اختیار کرنے سے وہ دنیا اور دین دونوں میں اپنا اور دوسروں کا بھلا کر سکتی ہیں۔ اگر خدا چاہے۔

ہماری حالتوں اور وقت کی ضرورتوں سے بے خبر آدمی کہہ سکتا ہے کہ یہ تو سیدھی بات ہے۔ علم دین سیکھیں۔ خدا رسول کے حکموں پر چلیں اپنی حالت سنواریں۔ حیثیت بڑھائیں۔ بس پھر کیا ہے دونوں جہان میں ترقی ہی ترقی ہوتی نظر آئیگی۔ یہ سب سچ سہی مگر مشکل تو یہ ہے کہ ان باتوں کے سرانجام کی کیا صورت ہو؟۔

جو بڑے گھروں کی بی بیاں ہیں خدا کے فضل سے زیادہ تر انہی میں آجکل علم و ہنر کا چرچا ہے اور وہی دین و دانش کی باتوں میں اپنے اثر سے دوسروں کو فائدہ پہنچا سکتی ہیں مگر افسوس کہ اب تک باقاعدگی۔ اور پابندی کے ساتھ کوئی کوشش ایسی ہم سے نہیں بن پڑی جس سے ان کا فیض صحبت دوسری بہن بیٹیوں کی اصلاح و ترقی میں کچھ مدد دے سکیں۔

فرض کرو ایک قابل اور معزز خاتون دن رات مطالعہ کتب میں مگن رہتی ہیں۔ رہا کریں دوسروں کو ان سے کیا۔ ہر شریف و غریب بی بی کو یہ فرصت و فراغت کہاں؟

یا کوئی روشن خیال اور زندہ دل بیگم ہوا خوری و تفریح کی بہت دلدادہ ہیں۔ خدا مبارک کرے۔ ہر کسی کو اس کی نعمتوں سے فائدہ اُٹھانے کی توفیق ملے دوسری گو دکھیاری مصیبت ماری نہ سہی۔ پر گھرداری کے دھندوں اور بال بچوں کے جھمیلے میں بیچاری صبح سے شام تک ایسی پھنسی رہتی ہے کہ سر کھجانے کی مہلت نہیں ملتی۔ مشہور تو یوں بھی ہے کہ "مرنے تک کی فرصت نہیں"۔ مگر آہ! موت تو اپنے وقت پا کر اور جان لے کر ہی رہتی ہے۔ اُسے ہماری فرصت اور فراغت اور شغلوں سے کیا بحث؟

کسی ذی علم۔ خوشحال و فراغ بال بی بی کو جہاں خدا کے فضل سے اور بہت سی نعمتیں حاصل ہیں انہی کے ساتھ یہ بھی کہ وہ اپنی یا خاندان کی مزید ترقی یا ناموری کی تجاویز سوچ سکے۔ لیکن دوسری کو نہ ان باتوں کی سوچ بوجھ ہے۔ نہ تن پیٹ کے شبانہ روز تفکرات سے اتنی مہلت کہ ایسے بلند خیالات آ سکیں۔

ایسی مختلف حالتوں پر غور کر کے یہ ماننا پڑتا ہے کہ بہتری اور ترقی کی تجویزیں اور ہر وقت کے مشغلے بھی ہماری عورتوں کے واسطے اپنی اپنی حالتوں کے مطابق جدا جدا ہی ہو سکتے ہیں مگر پھر بھی چونکہ احمدی قوم ایک ایسی قوم ہے جس کا مقصد زندگی دوسری قوموں سے الگ ایک خاص مدعا ہے۔ یعنی ہر بات میں دین کے ماتحت رہنا اور اسی کی ترقی اور بہتری کو ہر کام میں مدنظر رکھنا اس سے یہ لازم آتا ہے کہ ان مختلف حالات کے ساتھ ہی کوئی وقت۔ موقعہ۔ آن سب کے مل بیٹھنے۔ اپنی کہنے اوروں کی سننے اچھے خیالات اور بہتری کی باتیں ایک دوسری کو سمجھانے اور سمجھانے کا بھی ضرور ہونا چاہیئے۔ چاہے وہ روز ہو۔ مگر یہ مشکل ہے۔ یا اٹھوارے میں ایک دفعہ یہ ممکن۔ یا ہر مہینے میں کسی ایک دن۔ اور یہ آسان ہے۔

اگر غریب بی بی امیر بیگم پر طعن کرے کہ وہ تو خیر سے سیلانی جوڑا ہیں۔ بھلا ان کا ہمارا کیا میل؟ تو یہ اس کی غلطی ہوگی۔ بھلا جب امیر بیگم کو خدا نے اس لائق بنایا۔ تو وہ کیوں آٹھوں پہر گھر میں پڑی سڑا کریں۔ یا امیر بیگم صاحبہ اس بیچاری غریب بہن کو حقارت کی نظر سے دیکھیں اور کہیں کہ فلانی تو ایسی منحوس ہے کہ قیدیوں کی

طرح گھر سے باہر قدم نکالنا ہی نہیں جانتی - تو یہ بھی غلطی ہے - وہ غریب گھر بار کے سب کام چھوڑ چھاڑ سیر سپاٹوں ہی میں جی بہلاتی پھرے - تو خانہ داری کے فرائض کون آن کے ادا کر جائے - اس کے کیا نوکر - مامائیں دھری ہیں جو اشاروں پر کام کرتی ہوں کہ بیوی کے حکم یا روزمرہ کے معمول کے مطابق آپ سب کچھ کر رکھیں گی -

اوپر کی باتوں سے یہ نتیجہ نکلا کہ شریف بیبیوں کے کام جو کچھ بھی ہونے چاہئیں - ان کے طے کرنے - ایک دوسری کو سمجھانے کے واسطے ہماری ایک باقاعدہ زنانہ مجلس ہونی ضروری ہے - جس کے ذریعہ احمدی مستورات میں کام کی باتوں کی طرف توجہ ہو - جو ان پڑھ ہیں ان میں علم حاصل کرنے کا شوق پیدا ہو اور جو تحصیل علم سے بالکل معذور ہوں وہ بھی کم از کم دوسری بہنوں سے سن کر ہی دین کے کاموں - دین کی ضرورتوں اور اصلاح و ترقی کی تجویزوں سے واقفیت حاصل کر لیں

کوئی کم سمجھ بے علم یا غریب عورت کسی تعلیمیافتہ اور خوشحال بی بی کے کاموں یا مشغلوں پر نام دھرے اور طنز کرے تو گو اس کا یہ فعل اپنی جگہ پر بلا شبہ بیجا ہے - لیکن ان علم و عقل اور فرصت و مقدرت والی بیگم کی دانائی و لیاقت اور شریفانہ غیرت کا تقاضا بھی تو یہ جائے خود یہ ہونا چاہئے کہ اس کے مشغلوں اس کے خیالات اور صحبت سے دوسری بہنوں پر اچھا اثر پڑے - ان کی اصلاح ہو اور انھیں کچھ فیض پہنچے نہ کہ جاہل عورتوں کو اور ٹھوکر لگے - اور وہ اپنے شوہروں کو کسی وقت یہ کہہ کر قائل کریں کہ "بس رہنے دو دیکھ رکھی ہے - پڑھی لکھیوں کی بھی لیاقت"

دین کی حمایت اور خدمت و اشاعت کے رستے میں غریب احمدی جماعت کے آگے بڑی بڑی مشکلات کے پہاڑ اور دل دہلا دینے والے غار ہیں - ایک طرف یہ مٹھی بھر قوم ہے - دوسری طرف سارا جہان مخالف اگر گھروں کی بی بیاں ہر طرح ساتھ دینے پر آمادہ ہونگی تو ہماری کٹھن منزلیں کیسے طے ہونگی - اور ہماری اولاد کس طرح ایسی اٹھیگی جیسے چاہئے - صرف کتابوں اور آسان آسان رسالوں - یا اخباروں کا پڑھ لینا کوئی بڑا کام نہیں - حالانکہ ہماری عورتوں میں اس قابل بھی سو پیچھے کوئی دو چار ہی نکلیں گی - اگلے وقتوں کی نیک بخت سمجھدار غیرت مند اور اللہ والی بی بیاں تو شوہروں کی اطاعت - خانہ داری کے انتظام - خدا کی عبادت اور پرہیزگاری وغیرہ میں ایسی ایسی مشہور ہو گذری ہیں جن کی کوئی مثال اب ڈھونڈے ہی نہیں مل سکتی - اور تو اور جنگوں تک میں تو انھوں نے بڑی بہادری اور ہوشیاری سے مردوں کا ہاتھ بٹایا ہے - تو افسوس کہ اب کیا ہماری عورتیں ایسی پست ہمت اور جاہل و غافل رہ گئی ہیں کہ ہمیں کسی طرح بھی مدد نہیں دے سکتیں - آج بھی دین کے مخالفوں سے ایک طرح کی جنگ کا ہی زمانہ ہے اس میں وہ ہماری تو کیا ہمت بندھائیں گی - مگر کم سے کم اتنا تو ہو کہ وقت کی ضرورت کو سمجھیں - انتظام خانہ داری اور تربیت اولاد میں اپنے فرض کو ایسی عمدگی سے ادا کریں - جیسا کہ حق ہے -

یہ ساری اونچ نیچ سمجھانیکا ذریعہ وہی ایک ہو سکتا ہے - جو اوپر بتلایا گیا ہے - کہ احمدی مستورات کی ایک باقاعدہ مجلس ہونی چاہئے - یوں شریف بی بیوں کے کام تو بہتیرے ہیں - مگر اس وقت سب سے بڑا اور ضروری کام یہی ہے - ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں باقی ساری باتیں انشاء اللہ اسی میں آجائینگی

والسلام - خاکسار احمد حسین فرید آبادی تاجر کتب دارالامان مہدی

زبانی علم

علم کتابوں ہی میں بند نہیں - عرب کی تاریخ پڑھو تو تمھیں معلوم ہوگا کہ ان کی تاریخ - ان کا ادب سارے کا سارا لوگوں کی زبانوں پر تھا - رسول کریم کی حدیثوں کی امانت کم و بیش دو صدیوں تک سینہ بسینہ رہی اسی طرح جن لوگوں سے زمانہ نے اس فرصت کو جو ابتدائی تعلیم کے لئے ہوتی ہے چھین لیا ہے - مایوس نہ ہوں کہ دین کا علم بہت حد تک زبانی ہی حاصل کیا جا سکتا ہے -

۸۶

رنج میں راحت

انسان کی خلقت میں ایک حس ایسی بھی رکھدی گئی ہے - جس کا نام رنج ہے - یہ اپنا اپنا فرق ہے - کہ بعض طبائع بہت جلد رنج محسوس کرتی ہیں - اور بعض طبائع ایسی بھی ہیں کہ کتنے ہی صدمات پہنچیں مگر رنج کو محسوس نہیں کرتیں - حضرت صاحب نے فرمایا ہے کہ عذاب اس کو کہتے ہیں - جو دل کو محسوس ہو - اور جس حادثہ یا صدمہ کو دل محسوس نہ کرے - وہ عذاب نہیں - مثلاً پاگل اپنے طرز و طریقہ حرکات و سکنات میں سخت مصیبت زدہ دکھلائی دیتا ہے مگر چونکہ اسکو خود اپنی حالت کی حس نہیں ہوتی - اس لئے اس حالت کو عذاب اس کے لئے نہیں کہہ سکتے - اس کا دل اسکو محسوس نہیں کر سکتا - مشہور ہے کہ اکبر بادشاہ نے بیربر سے پوچھا کہ غم میں آرام حاصل کرنے کا کیا طریق ہے اس نے جواب دیا جتنا بڑا غم ہو اتنا ہی اعلیٰ طور سے مسرت حاصل کرنی چاہئے - . . . . . پس آدمی غم اور صدمات کی حالت میں اپنے سب سے محبوب مالک خدا کی رضا مندی کا خیال کر کے دل پر تو اثر جو اس کے اختیار میں نہیں - مگر جہاں تک ہو سکے اپنے پر نہ ظاہر ہونے دے - خدا تعالیٰ کے ولیوں اور پیاروں کے دل تو پہلے ہی مطمئن ہوتے ہیں - وہ اپنے حقیقی حبیب کے کاموں کو بھلائی خیر خواہی کے کام جانتے ہیں - مگر ہم دنیا دار لوگ جلد ہی گھبرا جاتے ہیں - اور خاص کر ہمارے فرقہ اناث میں تو اس کی خطرناک مثالیں موجود ہیں - کہ ذرہ بھی خلاف مرضی بات ہو جھٹ واویلا شروع کر دیا - حتیٰ کہ کفر کے کلمات کہنے میں دریغ نہیں - کئی دفعہ دیکھا ہے کہ سمجھدار بیویوں نے - اگر ذرا اولاد ہونے میں دیر ہو گئی (اور یہی زیادہ تکلیف وہ امر جانتی ہیں) تو جھٹ باری تعالیٰ کی ذات پاک میں گستاخی کے کلمات بولنے شروع کر دیئے - کہ معاذ اللہ - پھر خاوند کی طرف سے کوئی تکلیف پہنچی تو ایسی ناشکری کر کے

ہونے لگیں کہ الاماں - اولاد کی طرف سے صدمہ پہنچا تو کہا جزع نہیں ہم نے اللہ پاک کا کیا نقصان کیا ہے کہ ایسی تکلیفیں پہنچائی ہیں - جاہل عورتوں کی تو بات ہی کرتی نہیں - کیونکہ دین کی جزان کو نہیں - خدا کی فرمانبرداری سے بے بہرہ - کفر و شرک میں وہ مبتلا - نہ ان کو تبلیغ کا سامان ہی ہے - نہ ان کی نشو و نما کسی اسلامی طریقہ پر ہوئی - کسی ادنیٰ عزیز کے مرنے پر ماتم کرنا پیٹنا - بین کرنا - ان کا شیوہ ہے - جو کوئی منع کرے اس کی بھی خبر نہیں - یوں سو دو سو کا نقصان منظور ہے - مگر ایک پیسہ یا چھٹی آٹا راہ مولا دینا موت کے برابر - مگر حیرانگی اور تعجب تو اس بات پر ہے کہ سمجھ دار طبقہ خدا و رسول سے با خبر جماعت کیوں ایسی حرکات کرے - جو ناراضیٔ مولا کا موجب ہوں - یہاں تو خدا کا فضل و کرم ہے کسی کے مرنے پر ماتم واویلا نہیں ہوتا - مگر غم کے اظہار کے کئی طریق ہیں ناشکری کے شکوے میں کسی مسلمان بہن - کو تکلیف پہنچانے میں زبان درازی میں ہی سب کسر نکل جاتی ہے - کیا اچھا ہو کہ اس طریق کے بدلے ہماری محترم بہنیں اپنے محسن اور محبوب خدا سے دعائیں مانگیں - غم میں اس کی جناب میں گریہ زاری کر کے اپنے درد کا اظہار اسی پاک جناب کی درگاہ میں کریں - تاکہ کچھ فائدہ بھی ہو -

پس ہم کو بھی غم میں راحت محسوس کرنی ہو تو عبادت الٰہی میں دل بہلائیں - اور غم و الم کو خوشی و مسرت - آرام و راحت سے بٹائیں - یہ دنیا فانی ہے - اس میں کس نے زیادہ آرام پایا ہے - حقیقی آرام تو مالک حقیقی کے پاس ہے - اور بس

(سکینۃ النساء از قادیان)

ایک حدیث کا ترجمہ

علم چاہے چین میں ملے - مسلمان مردوں اور عورتوں پر فرض ہے کہ اس کو حاصل کریں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ علم کے حاصل کرنے میں جو مشکلات آئیں ان کو برداشت کرنا اور پیچھے نہ ہٹنا - خدا و رسول کی خوشنودی کا موجب ہے -

قابل توجہ خواتین احمدیہ

اسلام کے ابتدائی ایام کی تاریخ کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح مردوں نے اسلام پھیلایا - اسی طرح عورتوں نے بھی اسلام کی اشاعت کی مسلمانوں میں بڑی بڑی عالم عورتیں گذری ہیں - حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت رابعہ بصری ایسی عالم اور فاضل تھیں کہ جو بات کرتی تھیں قرآن شریف کی آیت سے - اور جس بات کا جواب دیتی تھیں قرآن کریم کی آیت سے ہی دیتی تھیں - پھر احادیث کو دیکھنے سے بھی معلوم ہوتا ہے - کہ اگر حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ نے آنحضرت سے کوئی روایت کی تو ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوتا ہے - کہ حضرت عائشہؓ حضرت ام سلمہؓ حضرت حفصہ سے بھی روایت کی ہے -

اللہ تعالیٰ نے مردوں اور عورتوں میں ایک جیسی قوت رکھی ہے - اگر مرد کمال حاصل کر کے خدا تک پہنچ سکتا ہے - تو عورتیں بھی ترقی کر کے اس تک پہنچ سکتی ہیں اگر مرد دنیا کی رہنمائی - اور ہدایت کا موجب ہو سکتے ہیں - تو عورتیں بھی ہو سکتی ہیں - ہاں فرق صرف یہ ہے کہ مرد مردوں میں تبلیغ کر سکتے ہیں - اور عورتیں عورتوں میں پس سب سے اول خواتین سلسلہ عالیہ احمدیہ کو چاہئے کہ وہ اس خیال کو اپنے دل سے نکال دیں - کہ ہم عورتیں ہو کر کیا کر سکتی ہیں - اور اگر ہم کوئی کوشش اشاعت اسلام میں کریں بھی تو ہمیں کچھ فائدہ نہ ہوگا - پھر انشاء اللہ تعالیٰ راستہ صاف ہے - سب سے بڑی بات جو عورتوں کی سد راہ ہو رہی ہے کہ وہ اپنی خیالات کی پابند ہیں - مجھے اکثر خواتین سے گفتگو کرنے سے معلوم ہوا ہے - کہ یہ بات ان کے دل میں نقش کا لحجر ہے کہ ہم کچھ کر ہی نہیں سکتیں - ہماری کوششوں کا کوئی نتیجہ ہو ہی نہیں سکتا - ہم اگر اشاعت اسلام کا خیال دل میں لائیں تو سوائے جگ ہنسائی وغیرہ کے کچھ حاصل نہیں ہوگا - ان باتوں کے ہوتے ہوئے اور ایسی سخت ناامیدی کی حالت میں عورتیں ہرگز ہرگز ترقی نہیں کر سکتیں - جب تک کہ وہ اچھی طرح ذہن نشین نہ کریں کہ ہم سب کچھ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کر سکتی ہیں - ہمیں اللہ تعالیٰ نے طاقت دی ہے - ہماری ہمت کا ضرور کچھ نہ کچھ نیک نتیجہ ہوگا - اگر ہم ہمت کریں تو ان نامور خواتین کا درجہ بھی حاصل کر سکتی ہیں - جن کے نام دنیا میں آفتاب کی مانند روشن ہیں - جب خواتین کے دل میں یہ خیال جاگزیں ہو جائیگا تو مجھے کامل یقین ہے کہ وہ کوشش شروع کر دیں گی اور کامیاب ہونگی -

پھر اس ضروری کام کے بعد ایک اور بڑا کام ہے وہ دینی تعلیم حاصل کرنا ہے - جو نہایت ضروری ہے - دین کوئی مشکل نہیں - قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے - ولقد یسرنا القرآن للذکر فھل من مدکر یعنی ہم نے قرآن کریم کو عمل کرنے والوں کے لئے آسان کر دیا ہے - کوئی ہے جو نصیحت پکڑے - یہ عورتوں کا اپنا قصور ہے - اور اس کی تہ میں وہی ناامیدی ہے کہ وہ کچھ نہیں کر سکتیں -

عیسائی عورتوں نے بہت بڑی ہمت کی - بعض عورتیں ایسی ایسی جگہ عیسائیت کی تبلیغ کے لئے گئی ہیں کہ مرد بھی نہیں جا سکتے - اس طرح وہ ہمت کر کے ہزاروں لاکھوں عورتوں کو عیسائیت کی ترغیب دیکر عیسائی بناتی ہیں - مگر ان میں روحانیت نہیں ہوتی - وہ سب کاروبار دنیاوی ہے - کیا اگر ہماری جماعت کی عورتیں دین کی خاطر ہمت اور کوشش کریں تو وہ کامیاب نہیں ہو سکتیں؟ ضرور ہو سکتی ہیں - پس یہ دوسرا کام یعنی علم دین حاصل کرنا بھی نہایت ہی ضروری ہے - کیونکہ جو بات خود نہیں جانتی وہ دوسروں کو کیا سکھا دیگی

اس کے بعد عورتیں اس بات کی کوشش شروع کر دیں کہ عورتیں عورتوں میں تبلیغ کریں - اور انہیں دین اسلام سکھاویں - وعظ کریں جلسے کریں - اخبارات میں مضمون لکھیں - اور پھر آہستہ آہستہ اس دائرہ کو وسیع کرتی چلی جائیں -

میری بہنو! اس مضمون کے لکھنے سے یہ مقصد ہرگز ہرگز نہیں ہے - کہ آپ اس کو پڑھ تو لیں مگر کچھ توجہ نہ کریں

بلکہ براہ مہربانی اب غفلت کو چھوڑ دو- اور آج ہی سے اپنے دل میں پختہ ارادہ کر لو- بلکہ کام شروع بھی کر دو- جو کچھ کسی کو آتا ہے- وہ اتنے سے ہی تبلیغی سلسلہ شروع کر دے- اور اتنا دوسری بہنوں تک پہنچانے میں سستی نہ کرے- اور زیادہ کے لئے کوشش جاری رکھے- تاکہ وہ خدا تعالیٰ کے سامنے سرخرو ہو- اپنی غفلتوں کی اُس پاک ذات سے معافی چاہو- اور اُس کی ہو جاؤ- محض اُسی کی رضامندی کی خاطر دل کو قوی کرو- ناامیدی چھوڑ دو- دین اسلام کا میدان خدا تعالیٰ نے تمہارے لئے بھی اتنا ہی وسیع کیا ہے- جتنا مردوں کے لئے- آج دنیا میں کوئی اور جماعت خدا کی پسندیدہ نہیں- مگر احمدی- سو تم خوب یاد رکھو کہ یہ تمہارا کام ہے کہ تم خدا کے دین کی تبلیغ کرو- خدا تعالیٰ نے ہمارے سلسلہ کی عورتوں کو موقع دیا ہے کہ وہ خود دین سیکھیں- اوروں کو سکھا دیں- اور اپنی نسلوں کو دیندار بنا دیں جو باتیں دیندار ماں اپنے بچہ کو سکھا سکتی ہے- وہ باتیں باپ ہرگز بچہ کو نہیں سکھا سکتا- خواہ وہ کتنا دیندار ہی کیوں نہ ہو- کیونکہ وہ تو اکثر باہر رہتا ہے- اس لئے اولاد کی تربیت پر اُس کا اتنا اثر جتنا کہ ماں کا ہو سکتا ہے نہیں ہوتا پہلے تو اپنے بچوں کو اچھا نمونہ بناؤ- ان کی تربیت اچھی طرح کرو- پھر اپنے محلہ کی عورتوں میں اچھی طرح تبلیغ کرو- اپنے اصل فرض کی ادائیگی کی طرف بہت جلد توجہ کرو- جلسہ سالانہ قریب ہے- قادیان آنے کی کوشش کرو- اس سے آپکے ایمان تازہ ہونگے- اور چاہئے کہ صاحب علم خواتین- بلکہ ایسی خواتین بھی جو عالمہ تو نہیں تاہم کچھ تھوڑا بہت جانتی ہیں- تبلیغ شروع کر دیں اور جلسہ سالانہ پر بھی جو تبلیغ کا بہت اچھا موقعہ ہے حصہ لیویں- یہ چند سطور اپنی اس دلی محبت کے جوش میں جو مجھے قوم کی خواتین سے ہے لکھتی ہوں- اور مجھے اُمید ہے کہ وہ میری اس آواز کو کان لگا کر سنیں گی- اور فوراً کوشش شروع کر دیں گی- اخیر میں میں اپنی بہنوں سے اُمید کرتی ہوئی اس مضمون کو ختم کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق بخشے اور اس کام کو بہت مبارک اور بابرکت کرے- آمین یا رب العالمین- والسلام

دعاگو- امۃ الحی بنت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ

چند ضروری مشورے

ہمارا سالانہ جلسہ قریب آ رہا ہے- اس جلسہ پر کچھ ہماری بہنوں کی بھی ذمہ داریاں ہیں- جنہیں میں اپنی سمجھ کے مطابق لکھتی ہوں-

(۱) ہر بہن دوسری بہن کو اپنی عزیز سمجھے- اس کی توہین کو اپنی توہین اور عزت کو اپنی عزت جانے- یہ نہیں کہ خود اچھی بننے کے لئے دوسری پر نکتہ چینی شروع کر دے- .. ..

.. ..

.. ..

.. ..

(۲) ہر بہن اپنی مہمان بہن کی ضروریات کا خیال رکھے ہم تو روز درس قرآن یا جمعہ کا خطبہ سنتی ہیں- وہ سال بعد آتی ہیں- اس لئے ان کو اچھی جگہ دینی چاہئے-

(۳) مجلس وعظ کے وقت ٹہلنا یا کھڑے رہنا بھی عیب کی بات ہے- خاموش بیٹھ جانا چاہئے-

(۴) اگر ہماری محترم بہنیں پہلے باقاعدہ ایک انتظامیہ کمیٹی مقرر کر لیں تو کیا اچھا ہو- کہ جو کسی کے سپرد کام ہو- اس پر کاربند ہو- بغیر مجلس منتظم کے پانچ سو خواتین کا جلسہ عمدگی سے نہیں ہو سکتا- میں دیکھتی ہوں کہ مہمان نوازی کا سارا بوجھ ہماری مادر محترم حضرت ام المومنین پر ہی ہوتا ہے- اور آپ کی کم فرصتی کی وجہ سے بعض مہمان محترم بہنیں- ان سے بافراغت ملاقات نہیں کر سکتیں-

(۵) بیرونجات کی سمجھ والی تعلیم یافتہ بہنوں کو اپنے مضمون پڑھنے- اور کوئی تقریر سنانے- یا اپنے خیالات ظاہر کرنے کا موقع ملنا چاہئے- اور پھر اسے خاموشی سے سنا جائے- جس بہن کو کچھ کہنے سننے کی توفیق ہو اسے کم از کم دو گھنٹہ پہلے اطلاع ہو- تاکہ وہ فراغت سے اپنے خیالات ظاہر کرے- میرے خیال میں بہت سی تعلیم یافتہ بیویاں شریک جلسہ ہوتی ہیں- اور ان کو آرزو ہوتی ہے کہ ہم بھی کچھ کہیں-

(۶) آپس میں واقفیت ضرور بڑھانی چاہئے- کیونکہ اس کے ذریعہ ہم نہ صرف رشتے ناطے کی مشکلات کو حل کر سکینگی- بلکہ اپنے وسیع تعلقات کے لحاظ سے تبلیغ احمدیت میں ایک دوسرے کی معاون ہو سکتی ہیں- (سکینۃ النساء قادیان)

فتمنوا الموت ان کنتم صادقین

اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کو ہمارے لئے مسیح و مہدی کا خطاب دیکر بھیجا- آپ اپنے دعوے میں ایسے ہی سچے تھے جیسے اور خدا کے پاک پیغمبر- جو اپنے اپنے زمانہ میں دنیا کی ہدایت کے لئے آئے-

ان ثبوتوں میں سے جو آپ کے سچا ہونے پر گواہ ہیں- ایک آیت یہ بھی ہے- جو اس مضمون کے اوپر لکھی ہے

اس کے ایک معنی یہ ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو اپنی موت کی تمنا کرو- اس کے مطابق ہمارے مسیح موعود نے ایک دعا مانگی ہے- جس کے ایک دو شعر .. .. .. یہ ہیں

اے قدیر و خالق ارض و سما
اے رحیم و مہربان و رہنما

گر تو میبینی مرا پر فسق و شر
گر تو دیدستی کہ ہستم بد گہر

پارہ پارہ کن من بدکار را
شاد کن ایں زمرۂ اغیار را

مطلب یہ ہے کہ اے خدا اگر میں اپنے دعوے میں جھوٹا ہوں- تو مجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دے-

اب کون مومن ہے جو اس دعا کو پڑھ کر کانپ نہیں جاتا- کیا کوئی جھوٹا اس قسم کی دعا خداوند کریم کی درگاہ میں کرنے کی دلیری کر سکتا ہے- اور اگر ایسی جرأت کر بھی بیٹھے تو کیا خدا کا قہر اس کو تباہ نہیں کر دیتا

دوسرے معنی اس آیت کے یہ ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو مباہلہ کرو- اس حکم کی رو سے آپ نے ہندوستان کے عالموں- فاضلوں- فقیروں- گدی نشینوں کو بلایا.

کہ میرے ساتھ مباہلہ کرلو۔ مگر کوئی مقابلے پر نہ آیا۔ اور جس نے اپنی طرف سے ایسی دعا کی وہ ہلاک ہوا

تیسرے معنی اس آیت کے یہ ہیں۔ کہ اگر تم سچے ہو تو اس دعویٰ کرنے والے کی موت کی دعائیں کرکے دیکھو۔ خدا کی درگاہ میں قبول ہوتی ہیں۔ یا رد کی جاتی ہیں۔ سو تمام پیروں اور عالموں نے حضرت اقدس کی تباہی کی دعائیں کیں۔ مگر اللہ نے آپ کی اور شان بڑھائی۔ آپ کی جماعت زمین کے سب گوشوں پر پھیلتی گئی۔

یہ تینوں باتیں ثابت کرتی ہیں کہ حضرت مرزا صاحب اپنے دعوے میں صادق تھے مبارک وہ جو آپ پر ایمان لائیں۔ یہ مضمون میں نے مکرم معظم جناب بھائی اکمل صاحب کی ہدایت کے مطابق لکھا ہے۔ (خاکسار سلطان صفیہ بیگم ہمشیرہ رشید احمد قریشی از قادیان)

حضرت اُمّ المومنین کے دینی جذبات

ایک خط جو اتفاق سے مجھے مل گیا ہے اسے خواتین جماعت احمدیہ پڑھ کر ان پاک خیالات کا اندازہ کریں جو حضرت ام المومنین کے قلب مطہر میں موجزن ہیں۔ اور پھر اپنی اپنی ذمہ واریوں کو سمجھیں کہ ایک احمدی کی اولاد کیا ہونی چاہیے۔

یہ خط حضرت ام المومنین نے سیدنا محمود ایدہ اللہ الودود کو ان دنوں میں لکھا تھا جب آپ بارادۂ سیاحت مصر و حج بیت اللہ تشریف لے گئے تھے۔ (اکمل)

سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

خط تمہارا پہنچا سب حال معلوم ہوا۔ مولوی صاحب کا مشورہ ہے کہ پہلے حج کو چلے جاؤ۔ اور میرا جواب یہ ہے کہ میں تو دین کی خدمت کے واسطے تم کو اللہ تعالےٰ کی خدمت میں دے چکی ہوں اب میرا کوئی دعویٰ نہیں۔ وہ جو کسی دینی خدمت کو نہیں گئے۔ بلکہ سیر کو گئے۔ ان کو خطرہ تھا۔ اور تم کو کوئی خطرہ نہیں۔ خداوند کریم اپنے خدمتگاروں کی آپ حفاظت کرے گا۔ میں نے خدا کی سپرد کردیا۔ تم کو خدا کے سپرد کردیا۔ خدا کے سپرد کردیا۔ اور سب یہاں خیریت ہے۔

(والدہ محمود احمد ۴۔ اکتوبر ۱۹۱۲ء)

خواتین سلف و حال

برمکیہ ایک عالی قدر خاتون گذری ہیں۔ ایک دن ذی شان بادشاہ ہارون اپنے اعلےٰ قدر دربار میں رونق افروز تھے۔ برمکیہ حاضر دربار ہوئیں۔ بعد از سلام علیک امیر المومنین کو دعا دی جس کے الفاظ یہ تھے اقر اللہ عینک وفرحک بما اٰتٰک واتم سعدک لقد حکمت فقسطت یعنی خدا تعالیٰ تیری آنکھ ٹھنڈی کرے۔ اور جو کچھ تجھکو دیا ہے۔ اس سے تجھے مسرت بخشے۔ اور تیری سعادت کو پورا کرے۔ بیشک تو نے انصاف سے حکومت کی خلیفہ اسلام نے حیران ہوکر پوچھا کہ تم کون ہو۔ اس نے جواب دیا حضرت میں برامکہ خاندان سے ہوں جن کے مردوں کی دولت آپ نے چھین لی۔ اور ان کو ہلاک کردیا۔ یہ سنکر ہارون نے کہا مردوں کی نسبت تو کچھ نہیں ہوسکتا۔ قضائے الٰہی سے جو کچھ ہونا تھا ہوچکا۔ البتہ مال تجھے واپس ہوسکتا ہے۔ اس کے بعد حاضرین دربار سے کہا کہ تم نے سمجھا اس عورت نے کیا کہا۔ سب نے عرض کیا حضور کو دعا دی ہے۔ خلیفہ نے کہا نہیں دراصل اس نے مجھے خوب کوسا ہے۔ آنکھ ٹھنڈا ہونے سے یہ مطلب ہے کہ میں اندھا ہوجاؤں۔ کیونکہ جب آنکھ اپنی سرگرم حرکت چھوڑ دیتی ہے تو سرد ہوتی ہے۔

دوسرا فقرہ کلام اللہ کی اس آیت سے لیا ہے حتیٰ اذا فرحوا بما اوتوا اخذنا ھم بغتۃ ترجمہ۔ یہاں تک کہ جب وہ اپنی نعمتوں سے جو ان کو دی گئی تھیں خوش ہوئے تو ہم نے اچانک ان پر عذاب نازل کیا۔

تیسرا فقرہ اس شعر سے ماخوذ ہے ؎

اذا تم امر بدا نقصہ
ترقب زوالاً اذا قیل تم

یعنی کام پورا ہوچکتا ہے۔ تو اس میں کمی شروع ہوتی ہے۔ تو جب کمال ہو زوال کی امید رکھ۔

اسی طرح چوتھا فقرہ اس آیت سے ماخوذ ہے۔ واما القاسطون فکانوا لجہنم حطبا۔ جنہوں نے سرتابی کی وہ دوزخ کا ایندھن بن گئے۔

یہ عجیب و غریب تلمیح ہجو سن کر اس دانشمند خاتون کے تدبر و فہم پر سب دنگ رہ گئے۔ ایک زمانہ تھا کہ ایسی ایسی خواتین مسلمانوں میں تھیں۔ کہ جن کی ادبی واقفیت اور علمی مہارت بڑے بڑے بادشاہوں کو غریق لجہ تحیر کردیتی تھی۔ یا اب ایسی خواتین مسلمانوں میں رہ گئی ہیں جن کا بیشتر حصہ علم و ادب۔ تو رہا بالائے طاق خلاف اسلام توہمات میں مبتلا ہیں جن میں سے بطور نمونہ کچھ نقل کئے جاتے ہیں۔

(۱) رات کو جھاڑو نہ دو یہ منحوس ہے۔
(۲) رات کو ادوائن نہ کسو یہ منحوس ہے۔
(۳) کسی بچہ کو اگر غلطی سے جھاڑو لگ جائے۔ تو جھاڑو کو تھکار دو۔ نہیں تو بچہ سوکھ سوکھ کر سینک ہوجاویگا۔
(۴) بلی کو نہ مارو ضرورت بھی ہو تو روئی کے گالے سے مارو۔ ورنہ قیامت کے دن سونے کی بلی دینی پڑے گی۔
(۵) چاند جب نکلے تو جب تک کسی مرد کی زبان کو نہ سن لو ادپر والا کہو۔
(۶) اگر بچہ کو نظر ہوجائے۔ تو اس کے اوپر سے آگ۔ اور پانی اتارو۔
(۷) اگر بچہ ناک کھجاتا ہو تو باہر سے آئے ہوئے مرد کی

جوتی بغیر ڈے کے اس کی ناک کو لگا دو۔ خارش ہند ہو جاویگی

(۸) دوپٹہ کا پلہ زمین پر نہ لٹکاؤ ورنہ مرت بیا ہی ہو جاویگی۔

(۹) کالی کھانسی ہو جائے تو کسی کالے گھوڑے کے سوار سے دریافت کرو جو وہ بتلائے کھلاؤ بچہ اچھا ہو جائیگا۔

(۱۰) معمولی کھانسی کے لئے بچے کے باپ سے پوچھو جو کچھ اس کی زبان سے نکلے۔ اسی چیز سے بچہ اچھا ہوگا

ع ببیں تفاوت راہ کجاست تا بہ کجا

سکینۃ النساء قادیان

احمدیہ وفد بحضور وزیر ہند بالقا

(۱۷۔ نومبر کے پائنیر الہ آباد سے ترجمہ کیا گیا)

۱۵۔ نومبر کو حضور وائسرائے و سکرٹری آف اسٹیٹ و وزیر ہند نے وائسرائگل لاج دہلی میں بموجودگی لارڈ ڈنلف مور مسٹر چارلس رابرٹس ممبر پارلیمنٹ سر ولیم ونسنٹ مسٹر باسو ممبر کونسل انڈیا۔ مسٹر ڈبلیو۔ این سیسٹن۔ مختلف وفدوں سے ملاقات کی۔

مسٹر ٹی ہیلوں نے ہر وفد کے سکرٹری کو انٹروڈیوس کیا۔ جس کے بعد سکرٹری نے ایڈریس پڑھا۔ اس کے بعد وفد کے ممبروں کو انٹروڈیوس کرایا۔ .... احمدیہ وفد عصر کے وقت پیش ہوا۔ سکرٹری وفد نے اصلاحات کی ضرورتوں کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یورپین و ہندوستانی میں جو تفریق و امتیاز کی جاتی ہے۔ یہ باعث موجودہ بے اطمینانی کا ہے۔ ایسی کوئی اصلاحات نافذ نہ ہوں جو چھوٹی جماعتوں کے حقوق کے لئے ضرر رساں ہوں۔ آخر میں بیان کیا ہندوستان کے واسطے دو قسم کی اصلاحیں ضروری ہیں۔ اول وہ اصلاحیں جو سارے ملک کی مجموعی حالت کا خیال کر کے پیش کی جاتی ہیں۔ دوم وہ اصلاحیں جو تعلیم یافتہ اصحاب کی مجالس (کثرت رائے) چاہتی ہے۔ دونوں قسم کی اصلاحیں بہت ضروری ہیں اور انصاف کا تقاضا ہے کہ ان اصلاحوں کو جاری کیا جائے۔ لیکن آخری فیصلہ کرتے وقت مفصلہ ذیل امور کا لحاظ ضروری ہے۔

اول۔ کوئی اصلاح ایسی نہ ہو جس سے برٹش گورنمنٹ کو ضعف پہنچے۔ دوم کوئی ایسی اصلاح نہ ہو جس سے قلیل التعداد اقوام کے حقوق کو نقصان پہنچے۔

سوئم۔ جو اصلاحیں اس ملک کی مختلف اقوام کی بہبودی کے لئے ضروری نظر آ رہی ہیں۔ اور اُن سے جائز حقوق پورے ہوتے ہیں۔ ان کو مسترد نہیں کرنا چاہیئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے دعاوی اور تعلیم

یہ کتاب انگریزی میں ہمارے مکرم و معظم بھائی سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب سکندر آبادی نے بڑی محنت سے تیار کی ہے۔ ۲۳۲ صفحہ کی مجلد اور خوبصورت کتاب ہے قیمت صرف ۱۲

اس کے ہمراہ ۱۸ قسم کے اور گز ٹی ٹریکٹ ہیں جن میں ہر ایک مضمون علیحدہ علیحدہ ٹریکٹوں کی صورت میں لکھا گیا ہے۔ قیمت ہر ایک کی ۱ کے اندر اندر ہے۔ نہایت ہی مفید ہے۔ اور دو اور چھوٹی چھوٹی مجلد کتابیں ہیں۔ ایک Ahmad احمد نام کی کتاب جس کا پہلے بھی الفضل میں اشتہار دیا گیا تھا۔ اور دوسری انتخاب از قرآن کریم۔ یہ دونوں کتابیں انگریزی میں ہیں نہایت ہی مفید کتابیں ہیں۔ قیمت پہلی کی صرف عہ اور دوسری کی صرف ۱۲ ہے۔ برادران ضرور مندرجہ ذیل پتے سے منگوا کر فائدہ اٹھائیں۔

(دفتر ترقی اسلام قادیان)

ہندوستان سے باہر کے خریداران الفضل

میں متعدد مرتبہ اطلاع دے چکا ہوں کہ ہندوستان سے باہر کے خریداران الفضل جو افریقہ میں ہیں یا میدان جنگ میں ان میں سے اکثر کے نام بہت بقایا ہو گیا ہے۔ وہ بذریعہ منی آرڈر اپنے ذمہ کا چندہ جلد بھجوا دیں۔ ورنہ اخبار بند کر دیا جائیگا۔

منیجر

اجرت اشتہارات الفضل ہفتہ وار

	صفحہ	کالم	نصف کالم	تہائی کالم	چوتھائی کالم
ایک سال	۳۰۰	۱۰۰	۵۵	۳۶	۳۰
نصف سال	۱۵۰	۵۲	۲۸	۲۰	۱۶
سہ ماہی	۸۰	۳۰	۱۶	۱۲	۱۰
ایک ماہ	۲۸	۱۲	۸	۵	۴
دو بار	۱۸	۹	۶	۴	۳
ایک بار	۱۱	۶	۴	۳	۲

ہفتہ میں دو بار چھپوانے کی اجرت اس سے دوگنی ہے۔ اور فی سطر ۲ ر ایک بار کے اور تقسیم کرائی ضمیمہ جو دو صفحے پر ہو بالمقطع چھ روپے لئے جائیں گے۔ اس سے زیادہ فی دو صفحے بہ سیکڑہ ریڈنگ میٹر میں اجرت ڈیوڑھی ہوگی۔ جو اشتہار چھپوانا چاہیں وہ پہلے منیجر کو دکھا لیا جائے۔ اس میں فحش الفاظ یا ایسے امراض کا ذکر نہ ہو۔ منیجر کو ہر وقت اختیار حاصل ہے کہ کسی اشتہار کی اشاعت بند کر دے۔ اور بقیہ اجرت واپس دیدے۔ اس اجرت میں کسی قسم کی کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔ پس رعایت کے لئے خط و کتابت فضول ہے۔

منیجر الفضل قادیان

ہنگامہ یورپ

روس لنڈن ۱۵- نومبر - ۶ بج کر ۳۰ منٹ صبح روسی حالات ہنوز نہایت تشویش انگیز ہیں - بعض خبروں سے پایا جاتا ہے کہ موسیو کرنسکی اب حالات حاضرہ پر متصرف ہے۔ دوسری خبروں سے پایا جاتا ہے کہ وہ اب بالکل ہی گیا گذرا ہوا۔

اطالیہ لنڈن ۱۴- نومبر جبیل گارڈا سے جبل لیڈرد تک غنیم نے ہمارے مورچوں پر ناگہانی حملہ کیا۔ مگر یہ حملہ بالکل ناکام رہا۔ اور غنیم پسپا ہونے پر مجبور ہوگیا۔ سطح مرتفع اسیاگو میں ہماری فوجوں نے جونگارا کی پہاڑی کے بڑھے ہوئے مورچوں پر قابض تھیں چار حملوں کو پسپا کیا۔ مگر ہم نے اپنے خط مدافعت کو اور عقب کی طرف ہٹا دیا۔ گریوڈی پاپاڈ دتی اور دینسان کے مقامات پر سخت جنگ ہو رہی ہے۔ دریائے پیاد اور دیشیا کے دلدلی رقبہ میں غنیم کی فوجیں گھس گئیں وہاں غنیم کو روک دیا گیا۔ ہم نے ۱۲۱ قیدی گرفتار کئے

فلسطین لنڈن ۱۳- نومبر ہماری سپاہ کے وادی سکیریر میں پہنچنے کے قبل غنیم نے بیت درہ کے شمال میں بادٹے پر ایک مختصر سی مزاحمت کی۔ اور ہمارے رسالے کو روک دیا۔ مگر سکاٹش فوج نے سنگینوں کے حملے سے غنیم کو وہاں سے نکال دیا۔ آسٹریلیا کی فوج نے اہم مال غنیمت چھینا ہے۔ اس میں طویل زد کی متعدد آسٹروی توپیں ہیں۔ جو غزہ میں ہمارے لئے باعث تکلیف تھیں۔ موجودہ معرکوں میں ترکوں کا نقصان جان ۱۲ ہزار خیال کیا جاتا ہے جس میں قیدی اور مجروحین بھی ہیں۔

فرانس لنڈن ۱۳- نومبر - بیپرز کے میدان جنگ میں مختلف مقامات پر غنیم کا توپخانہ بڑی سرگرمی دکھاتا رہا۔ خصوصاً پاسچنڈیل کے نواح میں ہمارے ہوائی جہازوں نے بیرکوزمین پر کئی جگہ کلدار توپوں سے گولہ باری کی اور معاندانہ سرگرمی کے کئی مراکز پر بم گرائے ہم نے غنیم کا ایک ہوائی جہاز نیچے گرایا اور ۵ ہوائی جہازوں کو پسپا کیا۔ ہمارے ۲ ہوائی جہاز واپس نہیں آئے۔

لنڈن ۱۴- نومبر - سرکاری اطلاع منجانب سر ڈگلس ہیگ مظہر ہے کہ غنیم نے کل سہ پہر کو ہمارے مورچوں پر حملہ کیا۔ اسے کامل طور پر پسپا کیا گیا۔

قیصر جرمنی اطالوی محاذ پر

لنڈن ۱۲- نومبر ایسٹرڈم۔ اطالوی محاذ پر قیصر نے شہنشاہ کارل اور زار فرڈیننڈ سے ملاقات کی۔

روس کے تمام صوبوں میں ہلچل

لنڈن ۱۵- نومبر روسی حالت کے متعلق جس قدر خبریں موصول ہو رہی ہیں ان کے قبول کرنے میں احتیاط کی ضرورت ہے۔ فنلینڈ کی تازہ ترین خبروں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ تمام صوبوں میں یکسر بدامنی پھیلی ہوئی ہے۔ ماسکو میں دو ہزار آدمی مارے گئے ہیں۔ کیف اور نش اور دوسرے شہروں میں قتل عمد کی وارداتیں ہوئی ہیں۔

وزارت عظمیٰ کے امیدوار

لنڈن - ۱۴ نومبر پیرس - موسیو کلیمنشیو - موسیو ویانی - موسیو بارتھو - اور موسیو پامز کے نام صدارت عظمیٰ کے لئے پیش کئے جا رہے ہیں

پیش قدمی جاری ہے

لنڈن - ۱۵- نومبر - فلسطین - اب ہم اس ریلوے لائن پر قابض ہیں جو سائحہ اور سفود وہ کے قریب ہے۔ جس میں بیرسبا و دمشق کی ریل دمشق والی شاخ سمیت شامل ہے۔ ہم نے منگل کے روز شدید نقصان پہنچایا۔ اور محض قاطرہ میں ۴ سو لاشیں دفن کیں ہم نے اس روز ڈیڑھ ہزار قیدی گرفتار کئے۔ اور ۴ توپیں اور ۲۰ کلدار توپیں چھینی

عراق عرب دہلی ۱۶- نومبر - ایک سرکاری اطلاع مظہر ہے کہ ہماری افواج ۵ اور ۶- نومبر کو تکریت میں نہایت کامیاب کارروائیاں کرنے کے بعد وہاں ۸ نومبر تک ٹھیری رہیں۔ پھر اپنے اصلی مقام کی طرف واپس آگئی

ہندوستان کی خبریں

ہند کی ڈاک لنڈن ۱۴ نومبر محکمہ ڈاک نے اعلان کیا ہے۔ کہ اس ہفتہ سے شروع کر کے ہندوستان کی ڈاک پندرہ پندرہ روز کے بعد بھیجی جایا کرے گی۔ خطوط ڈاک میں ڈالنے کی تاریخوں کے متعلق کوئی اطلاع نہیں دیجاتی۔

جناب وزیر ہند کی خدمت میں پنجاب کے ڈیپوٹیشن

۱۵- نومبر جمعرات

پنجاب پراونشل مسلم لیگ	۱۱ بجے قبل دوپہر
پنجاب مسلم لیگ	۱۱½ بجے قبل دوپہر
پنجاب مسلم ایسوسی ایشن	۱۲ بجے دوپہر
احمدیہ کمیونٹی قادیان	۳½ بجے سہ پہر

۲۱- نومبر (بدھ)

پنجاب پراونشل کانفرنس	۲½ بجے سہ پہر
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام	۳ بجے 〃
آل انڈیا کھتری سبھا لاہور	۳½ بجے 〃

۲۲ نومبر جمعرات

پنجاب زمیندار سنٹرل ایسوسی ایشن	۱۰ بجے
چیف خالصہ دیوان	۱۰½ بجے
پنجاب چیفس ایسوسی ایشن	۱۱ بجے
پنجاب ہندو سبھا	۱۱½ بجے

مسٹر مانٹیگو کا پروگرام

دہلی سے ۱۴- نومبر کا ایک تار مظہر ہے کہ موجودہ انتظامات کے مطابق صاحب وزیر ہند ماہ نومبر کے اخیر تک دہلی میں رہیں گے۔ آئندہ دو یا تین روز میں آپ چیفس کانفرنس کے بہت سے ممبران سے ملاقات کریں گے۔ اور حضور وائسرائے اور صاحب وزیر ہند جمعرات کے روز باضابطہ طور پر ایڈریس حاصل کرنا۔ اور ڈیپوٹیشنوں کے ساتھ ملاقات کرنا شروع کریں گے۔ ماہ نومبر کے اخیر میں پارٹی دہلی سے روانہ ہوگی۔ اور ماہ دسمبر کے پہلے بارہ دن کلکتہ میں صرف کرے گی۔ وہاں سے وہ مدراس کو روانہ ہو جائیں گے۔ اور ۱۴ سے ۲۲ دسمبر تک مدراس میں رہیں گے اور کرسمس سے ایک دن پہلے بمبئی پہنچ جائیں گے۔ اور ۲۲

باہتمام شیخ عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام (۲۶۴) پریس قادیان میں چھپکر مالکان کے لئے شائع ہوا